93723-ان معاصی کے سائے میں روزے کی حفاظت کیسے کی جائے ؟

سوال

ان معاصی کے سائے میں اپنے روزے کی حفاظت کیسے کی جائے ؟

پسندیدہ جواب

میرے بھائی آپ نے یہ سوال کر کے انتہائی اچھا کیا ہے یہ اس کی دلیل ہے کہ آپ اللہ کی اطاعت کی حرص رکھتے ہیں اور اس وقت منتشر معاصی کے سبب اطاعت ضائع ہونے یا اس میں کمی ہونے سے بچنا چاہتے ہیں.

ہم سب کو یہ معلوم ہونا چاہیے کہ روزہ صرف کھانا پینا چھوڑنے کا نام نہیں، بلکہ اللہ سبحانہ وتعالی نے روزہ اس لیے مشروع کیا ہے کہ ہم تقوی و پرہیزگاری حاصل کر سکیں، اسی لیے حقیقی روزہ یہی ہے کہ جس روزے میں معاصی و ترک کرتے ہوئے اجتناب کیا گیا ہو، یہ روزہ تو دل کا بھی روزہ ہے نہ کہ صرف اعضاء کا روزہ.

ہم نے جو کچھ کہا ہے اس پر سنت نبویہ بھی دلالت کرتی ہے اور اہل کی کلام میں بھی اس کی توضیح و بیان موجود ہے :

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

"جس نے غلط اور بے ہودہ گوئی اور اس پر عمل کرنا نہ چھوڑا تو اللہ کو اس کے بھوکہ اور پیاسا رہنے کی کوئی ضرورت نہیں"

صحیح بخاری حدیث نمبر (1804).

اور ایک حدیث میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

"بہت سارے روزے دار ایسے بھی ہیں جن کا روزے میں صرف اتنا حصہ ہے کہ انہیں بھوک اور پیاس ہی حاصل ہوتی ہے، اور بہت سارے قیام کرنے والوں کو رات کی بیداری کے علاوہ کچھ حاصل نہیں ہوتا"

مسند احمد حدیث نمبر (8693) ابن حبان (257/8) اسے صحیح کہا ہے اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح الترغیب (262/1) میں اسے صحیح قرار دیا ہے.

اور پھر صحابہ کرام تو حرص رکھا کرتے تھے کہ روزہ ان کے نفس اور اعضاء کے لیے پاکیزگی کا باعث بنے، اور انہیں معاصی و گناہوں سے محفوظ رکھے.

عمر بن خطاب رضی اللہ تعالی عنہ کہا کرتے تھے :

"صرف کھانا پینا چھوڑنے کا نام روزہ نہیں بلکہ جھوٹ و باطل اور لغو باتیں چھوڑنے کا نام روزہ ہے"

اور جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ تعالی عنہما کا قول ہے :

"جب آپ روزہ رکھیں تو آپ کا کان اور آنکھ اور زبان بھی جھوٹ اور گناہوں سے روزہ رکھے، اور اپنے ملازم اور خادم کو تکلیف دینا چھوڑ دو، اور آپ جس دن روزے سے ہوں تو آپ پر سکون اور وقار ہونا چاہیے، اور روزے والا دن اور عام دن کو برابر مت رکھو"

حفصہ بنت سیرین رحمہا اللہ (تابعین میں عالمہ خاتون تھیں) کا قول ہے :

روزہ اس وقت تک ڈھال ہے جب تک اس روزے دار اس میں سوراخ نہ کر دے، اور غیبت کرنا اس ڈھال میں سوراخ کرنا ہے"

میمون بن مہران کا قول ہے :

"سب سے آسان روزہ کھانا پینا ترک کرنا ہے.

یہ آثار اور اقوال ابن حزم رحمہ اللہ نے المحلی (308/4) میں ذکر کیے ہیں.

جب ہمیں یہ علم ہوچکا ہے کہ بعض اہل علم کا قول ہے کہ اگر روزے کی حالت میں معصیت کی جائے تو روزہ باطل ہوجاتا ہے اس میں کوئی تعجب نہیں کرنا چاہیے، اگرچہ صحیح یہی ہے کہ اس سے روزہ باطل نہیں ہوتا، لیکن بلاشک و شبہ اس سے روزے میں نقص تو ضرور پیدا ہوتا ہے، اور پھر یہ روزے کی حقیقت کے بھی خلاف ہے.

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"غیبت روزے کے لیے نقصاندہ ہے، عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے بیان کیا گیا ہے، اور امام اوزاعی کا بھی یہی قول ہے کہ :

"غیبت سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے، اور اسے اس دن کی قضاء میں روزہ رکھنا واجب ہے"

لیکن ابن حزم رحمہ اللہ نے اس میں افراط سے کام لیتے ہوئے کہا ہے کہ :

"چاہے قولی معصیت ہو یا فعلی عمدا اور یاد دہانی کے ساتھ معصیت کے ارتکاب سے روزہ باطل ہوجاتا ہے، کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا عمومی فرمان ہے :

اور ایک حدیث میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

"چنانچہ نہ تو وہ رفث کرے اور نہ ہی جہالت سے کام لے"

اور اس لیے بھی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

"جس کسی نے بھی لغو اور جھوٹی بات اور اس پر عمل کرنا نہ چھوڑا تو اللہ کو اس بات کی کوئی ضرورت نہیں کہ وہ بھوک اور پیاس برداشت کرتا پھرے" انتہی

دیکھیں : فتح الباری (104/4).

اور شیخ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ کا کہنا ہے :

"جس سے روزہ رکھنا واجب ہے، ہو سکتا ہے جب میں یہ کہوں تو آپ لوگ تعجب کریں گے کہ جس سے روزہ رکھنا واجب ہے وہ معاصی و گناہ ہیں، انسان کے لیے ضروری ہے کہ وہ معاصی و گناہوں سے روزہ رکھے یعنی ان سے اجتناب کرے کیونکہ روزے میں سب سے پہلا مقصد ہی یہی ہے.

کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے :

.{اے ایمان والو تم پر روزے فرض کیے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر روزے فرض کیے گئے تھے تاکہ تم تقوی اختیار کرو}.البقرۃ (183).

اللہ تعالی نے یہ نہیں کہا : تاکہ تم بھوکے رہو! یا پھر پیاسے رہو! اور یہ بھی نہیں کہا : تاکہ تم اپنی بیوی سے دور رہو، نہیں بلکہ فرمایا :

تاکہ تم تقوی اختیار کرو.

اس سے علم ہوا کہ روزے کا سب سے پہلا مقصد تو یہی ہے، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تاکید ان الفاظ میں فرمائی :

"جو شخص بھی بے ہودہ گوئی اور لغو باتیں اور جہالت اور ان پر عمل کرنا ترک نہیں کرتا تو اللہ تعالی کو اس کی کوئی ضرورت نہیں کہ وہ شخص اپنا کھانا اور پینا چھوڑے"

تو پھر انسان معاصی و گناہوں سے روزہ رکھے اصل اور حقیقی روزہ یہی ہے، روزہ توڑنے والی اشیاء سے باز رہنا تو ظاہری طور پر روزہ کہلاتا ہے، اللہ تعالی کی عبادت کے لیے طلوع فجر سے لیکر غروب آفتاب تک روزہ توڑنے والی اشیاء سے اجتناب کرنا روزہ کہلاتا ہے.

کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے :

.{تو اب تم ان عورتوں سے مباشرت کرو اور اللہ تعالی نے جو کچھ تمہارے مقدر میں لکھ رکھا ہے اسے تلاش کرو، اور کھاتے پیتے رہو حتی کہ تمہارے لیے رات کے سیاہ دھاگے سے فجر کا سفید دھاگہ ظاہر ہو جائے، اور پھر رات تک روزہ مکمل کرو}.البقرۃ (187).

اس روزے کو ہم ظاہری روزے کا نام دیتے ہیں جو کہ صرف بدن کا روزہ ہے، لیکن دل کا روزہ رکھنا اولین مقصد ہے اور وہ اللہ کی معصیت و نافرمانی سے اجتناب کا روزہ ہے.

اس بنا پر جس نے صرف ظاہری اور جسمانی روزہ تو رکھا لیکن دل کا روزہ نہ رکھا تو اس کا روزہ انتہائی ناقص ہے، ہم یہ تو نہیں کہتے کہ اس کا روزہ باطل ہے، لیکن یہ ضرور کہیں گے کہ : یہ روزہ ناقص ہے، بالکل اسی طرح جیسے ہم یہ کہتے ہیں کہ نماز کا مقصد تو خشوع و خضوع اور اللہ کے لیے عاجزی و انکساری ہے، اور اعضاء کی نماز سے قبل دل کی نماز ہونی چاہیے.

لیکن اگر کسی انسان نے اعضاء کے ساتھ تو نماز ادا کی لیکن دل کے ساتھ نماز ادا نہیں کرتا مثلا یہ کہ اس کا دل کسی اور وادی میں ہو تو اس کی نماز انتہائی ناقص ہے، لیکن ظاہر کے حساب سے اس کی نماز ادا ہو جائیگی.

اسی طرح جو شخص اللہ کی معصیت و نافرمانی سے روزہ نہیں رکھتا اس کا روزہ بھی انتہائی ناقص ہے؛ لیکن اس کا روزہ ادا ہو جائیگا؛ کیونکہ دنیا میں عبادات ظاہر پر ہونگی" انتہی

دیکھیں : لقاءات الباب المفتوح (116) صفحہ نمبر (1).

دوم :

علماء کرام نے صبر کو تین قسموں میں تقسیم کیا ہے :

اطاعت وفرمانبرداری پر صبر کرنا.

معصیت ونافرمانی کرنے سے صبر کرنا.

اوراللہ تعالی کی تقدیر پر صبر کرنا.

اور روزے میں صبر کی یہ تینوں قسمیں جمع کردی گئی ہیں.

ابن رجب حنبلی رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"صبر کی سب اسے افضل قسم روزہ ہے؛ کیونکہ اس میں صبر کی تینوں قسمیں جمع کردی گئی ہیں؛اس لیے کہ یہ روزہ اللہ سبحانہ وتعالی ک اطاعت وفرمانبرداری پر صبر کرنا ہے، اوراللہ سبحانہ و تعالی کی معصیت ونافرمانی سے صبر کرنا ہے کیونکہ بندہ اللہ تعالی کے لیے اپنی شہوت ترک کردیا حالانکہ اس کا نفس اس کی طرف جانے کے لیے تنازع بھی کرتا ہے.

اسی لیے صحیح حدیث میں اللہ عزوجل کا قول وارد ہے :

"روزے کے علاوہ ابن آدم کا ہر عمل اس کے لیے ہے، کیونکہ روزہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دونگا؛اس لیے کہ اس نے میرے لیے اپنی شہوت اوراپنا کھانا پینا ترک کیا ہے"

اور پھر اس روزے میں اللہ سبحانہ وتعالی کی المناک اقدار پر صبر کرنا ہے، جوروزے کی حالت میں روزے دار کو بھوک اور پیاس کی صورت میں حاصل ہوسکتی ہے" انتہی

دیکھیں : جامع العلوم والحکم (219).

اس لیے جس کسی نے بھی روزہ اللہ تعالی کے مشروع کردہ طریقہ کے مطابق رکھا اسے عظیم الشان اجروثواب حاصل ہوگا، اس کے لیے اسے درج ذیل فرمان باری تعالی ہی کافی ہے :

.{صبر کرنے والوں کو ب بغیر حساب کے ان کا اجروثواب دیا جائیگا}. الزمر (10).

سوم :

مسلمان شخص معاصی سے اپنے روزے کو نقصان سے بچا سکے اس کے لیے اسے معصیت کے ارتکاب سے اجتناب کرتے ہوئے صبر سے کام لینا چاہیے.

بعض علماء کا کہنا ہے کہ : معصیت ونافرمانی کے ارتکاب سے صبر کرنا باقی دونوں صبر کی قسموں سے عظیم درجہ رکھتی ہے، اس لیے کہ شر وبرائی کے اسباب جمع ہوکر اسے معصیت میں واقع ہونے کی طرف دھکیلتے ہیں.

ابن قیم رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"یہاں ایک مسئلہ ایسا ہے جس میں لوگوں نے کلام کی ہے :

اور وہ مسئلہ یہ ہے کہ صبر کی دونوں قسموں میں افضل کونسی ہے ؟ آیا بندے کا معصیت ونافرمانی کے ارتکاب سے صبر کرنا، یا کہ اسکا اطاعت وفرمانبرداری کرتے ہوئے صبر کرنا ؟

ایک گروہ نے پہلے کو راجح قرار دیا اور کہا ہے کہ :

معصیت و نافرمانی سے صبر کرنا اور معصیت کا ارتکاب نہ کرنا صدیقین کے وضائف میں شامل ہوتا ہے، جیسا کہ بعض سلف کا قول ہے :

نیکی کے اعمال تو ہر نیک و فاجر شخص بھی کرتا ہے، لیکن معاصی و گناہ کو ترک کرنے کی طاقت تو صرف صدیق ہی رکھتا ہے۔

ان کا کہنا ہے : اس لیے کہ معصیت کے اسباب اور دواعی اطاعت ترک کرنے کے دواعی و اسباب سے زیادہ شدید ہیں؛ کیونکہ معصیت کے داعی ایک وجودی امر کی طرف دعوت دیتے ہیں جسے نفس بھی چاہتا ہے اور اس سے لذت حاصل کرتا ہے، لیکن ترک اطاعت کا داعی تو کسل و سستی اور اہانت ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ معصیت و نافرمانی کے داعی زیادہ قوی ہیں۔

ان کا کہنا ہے کہ : اس لیے کہ معصیت و نافرمانی پر داعی نفس اور ھوی و خواہش اور شیطان اور دنیاوی اسباب اور آدمی کے دوست اور مشابہت کی طلب اور نقالی کرنا، اور میلان طبع یہ سب جمع ہو جاتے ہیں، یعنی ان میں سے ہر ایک سبب بندے کو معصیت کی طرف کھینچتا ہے، اور اس کے اثر کو طلب کرتا ہے، تو پھر جب یہ سب جمع ہو کر دل پر دھاوا بھول دیں تو کیا حالت ہوگی، اور پھر صبر کی کونسی قسم اسے قبول نہ کرنے میں طاقتور اور قوی ہوگی، اگر اللہ سبحانہ و تعالی اسے نہ لے جائے تو پھر اس سے صبر ہو نہ سکے۔

جیسا کہ آپ دیکھ رہے ہے کہ یہ قول قوی الحجت اور انتہائی ظاہر ہے" انتہی

دیکھیں : طریق الھجرتین (414).

معصیت و نافرمانی کے ارتکاب سے صبر کرنا کئی ایک اسباب کی بنا پر ہے، ہم امید رکھتے ہیں کہ اس میں غور و فکر کیا جائیگا کیونکہ اس کے اندر بیماری کی تشخیص اور اس کا علاج بڑی باریک بینی سے کیا گیا ہے۔

ابن قیم رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"معصیت و نافرمانی کے ارتکاب سے صبر کا قاعدہ اور اصول کئی ایک اسباب سے پیدا ہوتا ہے :

اول :

بندے کو علم ہونا کہ یہ معصیت قبیح اور ذلیل چیز ہے اور گری ہوئی ہے، اور پھر اللہ سبحانہ و تعالی نے اسے حرام کرتے ہوئے ذلت و رسوائی سے محفوظ رکھنے کے لیے اس سے منع فرمایا ہے، بالکل اسی طرح جیسے شفیق والد اپنی اولاد کو ضرر اور نقصاندہ چیز سے، بچاتا ہے، یہ ایسا سبب ہے جو عقل و دانش رکھنے والے شخص کو اس کے نزدیک جانے سے بھی روکتا ہے، چاہے اس پر عذاب و سزا کی وعید معلق نہ بھی کی جائے تو وہ اسے چھوڑ دیتا ہے۔

دوسرا سبب :

اللہ سبحانہ و تعالی سے شرم و حیاء، کیونکہ جب بندہ اپنی نظر اللہ سبحانہ و تعالی کے مقام کو دیکھتا ہے کہ اللہ سبحانہ و تعالی اس کو دیکھ رہا اور سب کچھ سن رہا ہے تو بندے کو شرم آتی ہے، اسے شرم و حیاء محسوس ہوتی ہے کہ وہ اپنے آپ کو اللہ رب العالمین کی ناراضگی کا باعث بنائے۔

تیسرا سبب :

اللہ سبحانہ وتعالی کی جو نعمتیں آپ پر ہیں ان کا خیال کریں، اور اللہ نے جو احسان کیا ہے اس کو مد نظر رکھیں؛ کیونکہ گناہ نعمتوں کے خاتمہ کا باعث بنتے ہیں، اس لیے جب بھی بندہ کوئی گناہ کرتا ہے تو اس گناہ کے بدلے اللہ سبحانہ وتعالی کی ایک نعمت زائل ہوجاتی ہے.

اور اگر بندہ توبہ کر کے رجوع کرلیتا ہے تو وہ نعمت واپس آجاتی ہے یا پھر اس جیسی اور نعمت حاصل ہوجاتی ہے، اور اگر وہ گناہ پر مصر رہتا ہے تو وہ نعمت واپس نہیں آتی، اس طرح گناہ اس سے نعمتوں کو زائل کرتے رہتے ہیں حتی کہ اس سے ساری نعمتیں سلب کرلی جاتی ہیں.

اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے:

{یقینا اللہ سبحانہ وتعالی اس وقت تک کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک وہ خود اپنے آپ کو نہیں بدلتے}.

اور پھر سب سے عظیم نعمت ایمان ہے، اور گناہ کا ارتکاب اور چوروزنا اور شراب نوشی اور ڈاکہ وغیرہ یہ سب ایمان کو زائل اور سلب کرلیتی ہیں، بعض سلف رحمہ اللہ کہتے ہیں:

میں نے ایک گناہ کیا تو ایک برس تک قیام اللیل سے محروم کردیا گیا.

اور دوسرے سلف کا کہنا ہے:

میں ایک گناہ کر بیٹھا تو مجھے فہم قران سے محروم کردیا گیا، اس جیسے امور میں ہی کہا گیا ہے:

اگر تم نعمت میں ہو تو اس نعمت کا خیال کرو...

کیونکہ معاصی وگناہ نعمتوں کو زائل کردیتے ہیں.

مختصر یہ کہ معاصی وگناہ ایک ایسی آگ ہے جو نعمتوں کو کھا جاتی ہے، بالکل اسی جرح جیسے آگ ایندھن کو کھا جاتی ہے، اللہ تعالی ہمیں نعمتوں کے زوال سے محفوظ رکھے، اور اسے سزا میں تبدیل کرنے سے بچائے.

چوتھا سبب:

اللہ سبحانہ وتعالی کا خوف اور اس کے عذاب سے ڈر، یہ اس وقت ہوسکتا ہے جب اللہ سبحانہ وتعالی کے وعدے اور وعید کی تصدیق کی جائے، اور اللہ سبحانہ وتعالی اور اس کی کتاب اور اس کے رسول پر ایمان لایا جائے.

یہ ایک ایسا سبب ہے جو علم ویقین سے قوی ہوتا ہے اور اس میں کمزوری سے کمزور ہوجائیگا.

اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے:

{نہیں سوائے اس بات کے اللہ سبحانہ وتعالی سے ڈرنے والے تو اس کے بندے علماء ہی ہیں}.

بعض سلف رحمہ اللہ کا قول ہے:

اللہ سبحانہ وتعالی کی خشیت کے لیے علم کافی ہے ، اوراللہ سے جہالت کے دھوکے میں نہ رہا جائے .

پانچواں سبب :

اللہ سبحانہ وتعالی کی محبت : یہ اللہ کی مخالفت ونافرمانی سے صبر کرنے میں قوی سبب ہے ، کیونکہ جس سے محبت کی جاتی ہے اس کی بات مانی جاتی ہے ، جب بھی دل میں محبت قوی ہوگی تواس کا تقاضا ہے کہ اطاعت کی جائے اور ترک مخالفت قوی ہے .

جب دل میں اللہ کی محبت کمزور ہوجائے توپھر معصیت ونافرمانی ہوتی ہے ، جو شخص معصیت کو اپنے سر دار کی سزااوراس کے کوڑے کے ڈر پر محمول کرتا ہے اور جواسے اپنے سر دار کی محبت پر محمول کرتا ہے ان دونوں میں فرق ہے . . .

چھٹا سبب :

نفس کا شرف اوراس کی طہارت وپاکیزگی اوراس کی فضیلت وحمیت یہ ہے کہ وہ اسباب اختیار کیے جائیں جواسے اوراس کی قدر میں کمی کریں ، اوراس کی قدر ومنزلت میں کمی کریں اور اسے حقیر قرار دیں اوراس اور بے وقوفوں کو برابر قرار دیں .

ساتواں سبب :

معصیت وگناہ کے برے انجام اوراس کے قبیح اثر کا قوی علم ، اوراس کی بنا پر پیدا ہونے والا ضرر : چاہے وہ سیاہ چہرے کی شکل میں ہو یا پھر دل کی سیاہی کی شکل میں اوردل کی تنگی اور غم وحزن اور تنکلیف کی شکل میں ، اور شدت قلق وپریشانی کی شکل میں ، اوراپنے دشمن کے مقابلہ میں کمزوری ، اوراس کی زینت سے عاریت ، اوراپنے معاملہ میں حیرانی وپریشانی ، اوراپنے دوست کی نصرت ومدد نہ کرنا ، اورواضح دشمن کی مدد نصرت کرنا ، اس کے لیے مستعد علم کا چھپ جانا ، اوراس کے لیے جو حاصل ہونا تھا اسے بھول جانا یا کمزور ہونا ، اوراس کی وہ مرض جب وہ مستحکم ہوجائے توموت یہ ضروری ہے کیونکہ گناہ دل کو مردہ کر دیتے ہیں . . . .

اجمالی طور پر یہ کہ : قبیح معصیت ونافرمانی کے آثار بے شمار ہیں ، اوراطاعت ونیکی کے آثار بھی بہت ہے جنہیں شمار ہی نہیں کیا جاسکتا اسے احاطہ علم میں نہیں لایا جاسکتا .

دنیا وآخرت کی خیر وبھلائی اسی میں ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالی کی اطاعت کی جائے ، اوردینا وآخرت کی برائی اور شر اللہ کی معصیت ونافرمانی میں ہے .

ایک اثر میں مروی ہے کہ اللہ کا فرمان ہے :

کون ہے جس نے میری اطاعت کی اور میری اطاعت سے بدبخت ہوا ، اور کون ہے جس نے میری نافرمانی کی اور میری نافرمانی سے سعادت مند بنا"

آٹھواں سبب :

امید کم کرنا ، اوراس کی سرعت انتقال کا علم رکھنا کہ وہ ایک ایسے مسافر کی طرح ہے جوایک ایسی بستی میں داخل ہوا جہاں سے وہ جلد نکلنے والا ہے ، یا پھر ایسے سوار کی طرح جس نے ایک سایہ دار درخت کے نیچے کچھ آرام کیا اور پھر اسے چھوڑ کر چلتا بنا .

اس لیے وہ اپنے علم کے مطابق کہ اس کا یہاں ٹھرنا بہت ہی قلیل عرصہ کے لیے ہے اور بہت جلد یہاں سے منتقل ہوجائیگا وہ اس پر حریص ہے کہ اپنا بوجھ زیادہ نہ کرے اور جواس کے لیے فائدہ مند نہیں اسے چھوڑ دے .

اس پر حریص ہے کہ جو کچھ اس کے پاس ہے وہ خیر کی طرف منتقل ہو، اس لیے کم امید کرنے سے زیادہ بندے کے لیے کوئی فائدہ مند چیز نہیں ہے ، اور لمبی امید اور کرلوں گا کرلوں گا سے زیادہ اس کے لیے کوئی نقصاندہ چیز نہیں ہے .

نواں سبب :

کھانے پینے اور لباس اور سونے اور لوگوں کے ساتھ اجتماع میں فضول اور زیادہ سے اجتناب کرنا، کیونکہ ان سب زیادہ اشیاء سے معاصی کے اسباب پیدا ہوتے ہیں، کیونکہ یہ مصرف کے طلبگار ہوتے ہیں تو اس کے لیے مباح میں تنگی ہوتی ہے اس لیے وہ بڑھ کر حرام کی طرف جانکلتا ہے .

بندے کے لیے سب سے نقصاندہ چیز اس کا فارغ رہنا ہے اس لیے نفس کو فارغ مت رکھیں، بلکہ اگر وہ اسے فائدہ منداشیاء میں مشغول نہیں رکھے گا تو پھر وہ ضرور نقصاندہ اشیاء میں مشغول ہوجائیگا.

دسواں سبب :

یہ سبب مندرجہ بالا سب اسباب کو اپنے اندر جمع کیے ہوئے ہے : دل میں ایمان کی ڈالی کو مضبوط کرکے پیدا کرنا اس لیے معاصی سے بندے کا صبر کرنا یہ اس کی قوت ایمان کے مطابق ہوتی ہے ، اس لیے جتنا اس کا ایمان قوی ہوگا اسی قدر اس کا صبر بھی پورا ہوگا .

اور جب ایمان کمزور ہوجائے تو صبر بھی کمزور ہوجاتا ہے ، اس لیے جس کا دل اللہ کے سامنے کھڑے ہونے اور اسے دیکھنے کو مدنظر رکھتے ہوئے اور اللہ کی حرام کردہ کو حرام کرتے ہوئے اور اللہ کے بغض و ناراضگی اور سزا کو مدنظر رکھتے ہوئے ایمان کو مضبوط کرتا ہے .

اور جو اپنے ایمان کو اجرو ثواب اور عقات و سزا اور جنت و جہنم کو مدنظر رکھتے ہوئے مضبوط کرتا ہے وہ ہر اس عمل سے باز آجائیگا جو اس علم کا موجب ہے .

اور جس کا یہ گما ہے کہ ایمان راسخ کے بغیر وہ مخالفات کو ترک کرنے پر طاقت رکھتا ہے تو اس کی یہ سوچ غلط ہے کیونکہ جب دل میں ایمان کا چراغ قوی ہو اور اس کی روشنی ہر طرف پھیلی ہو اور وہ ہر طرف کو روشن کردے تو یہ نور اور روشنی اس کے اعضاء میں سرایت کرجاتی ہے ، اور اس طرح ایمان کے سبب کو وہ جلد قبول کرلیتا ہے ، اور وہ مطیع و فرمانبردار بن بغیر کسی بوجھ کے اور ہنسی و خوشی اطاعت کرنے لگتا ہے .

بلکہ وہ اس کی دعوت سے خوش ہوتا ہے ، بالکل اسی طرح جیسے کوئی شخص اپنے محبوب اور احسان کرنے والے کی دعوت سے خوش ہوتا ہے کہ یہ اس کے لیے عزت کا باعث ہوتی ہے ، وہ ہر وقت اس کا انتظار کرتا ہے ، اور اس کو دعوت پر لبیک کہنے کے لیے تیار رہتا ہے .

اللہ سجانہ و تعالی اپنی رحمت کے لیے جسے چاہتا ہے چن لیتا ہے ، اور اللہ سجانہ و تعالی بڑے فضل والا ہے "انتہی

دیکھیں : طریق الھجرتین (408–414) مختصرا .

مسلمان شخص سے مطلوب یہی ہے کہ وہ اس حقیقت کو پہچانے کہ اللہ تعالی نے روزے سے کیا مراد لی ہے ، اور اسے معصیت کے فعل کے دواعی اور اسباب کو پہچاننا چاہیے تاکہ وہ اس سے دور رہ سکے ، اور اسے ناپسند کرے .

ابن قیم رحمہ اللہ کی جو کلام ہم اوپر نقل کرچکے ہیں وہ اسے بڑی اچھی طرح بیان کرتی ہے .

مزید آپ سوال نمبر (12468) کے جواب کا مطالعہ ضرور کریں.

واللہ اعلم.